۴۳

ہماری ذمہ داریاں اور ہمارا بہت بڑا کام

(فرمودہ ۲۲؍نومبر ۱۹۳۵ء)

تشہّد ،تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ التوبہ کے چھٹے رکوع کی درج ذیل آیات کی تلاوت فرمائی۔

یٰٓاَ یُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَالَکُمْ اِذَا قِیْلَ لَکُمُ انْفِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَی الْاَرْضِ اَرَضِیْتُمْ بِالْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا مِنَ الْاٰخِرَۃِ فَمَا مَتَاعُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَۃِ اِلَّا قَلِیْلٌ اِلَّا تَنْفِرُوْا یُعَذِّبْکُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا وَّ یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَکُمْ وَلَا تَضُرُّوْہُ شَیْئًا وَّاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اِلَّا تَنْصُرُوْہُ فَقَدْ نَصَرَہُ اللّٰہُ اِذْ اَخْرَجَہُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ ھُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ عَلَیْہِ وَ اَیَّدَہٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْھَا وَ جَعَلَ کَلِمَۃَ الَّذِیْنَ کَفَرُوا السُّفْلٰی وَ کَلِمَۃُ اللّٰہِ ھِیَ الْعُلْیَا وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّ ثِقَالًا وَ جَاھِدُوْا بِاَمْوَالِکُمْ وَ اَنْفُسِکُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ لَوْ کَانَ عَرَضًا قَرِیْبًا وَّ سَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوْکَ وَلٰکِنْ بَعُدَتْ عَلَیْھِمُ الشُّقَّۃُ وَ سَیَحْلِفُوْنَ بِاللّٰہِ لَوِسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَکُمْ یُھْلِکُوْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ اِنَّھُمْ لَکٰذِبُوْنَ[1]

پھر فرمایا:-

قرآن کریم ہمارے لئے ہر بات میں ہدایت اور راہنمائی ہے اور کوئی کامیابی اور ترقی کا گُر ایسا نہیں جو اِس میں مذکور نہ ہو اور کوئی ہلاکت اور تباہی کی بات نہیں جس سے اس میں ڈرایا نہ گیا ہو۔ مگر

بہت لوگ ہیں جو اس الٰہی کلام کو اپنے لئے روشنی اور نور نہیں بناتے اور اِس وجہ سے ہلاکت کے گڑھوں میں گر جاتے ہیں۔ جھوٹ، دھوکا اور فریب یہ لوگوں کے اِس وقت لباس بن گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی خشیت دنیا سے مٹ گئی ہے۔ ہر شخص اپنے دائیں اور بائیں اور آگے اور پیچھے یہ دیکھتا ہے کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اُس کا اِردگرد کے لوگوں پر کیا اثر پڑتا اور وہ اس سے کیا نتیجہ اخذ کرتے ہیں۔مگر کوئی آسمان کی طرف نگاہ اُٹھا کر یہ نہیں دیکھتا کہ ایک قادر اور قیوم خدا جو اُس کی ہر حرکت سے آگاہ اور اُس کے ہر فعل سے باخبر ہے، اُس کی نگاہ میں اِس شخص کے افعال واقوال کیسے ہیں۔ کہنے کو آجکل ہر شخص اپنے آپ کو خاکسار اور ذلیل اور عاجز اور نہ معلوم کیا کچھ کہتا ہے بلکہ آجکل یہ طریقِ کتابت ہی ہو گیا ہے کہ لکھنے والا اپنے آپ کو خادم، غلام اور بندہ قرار دیتا ہے لیکن دراصل ہر شخص کے دل کو کھول کر جب دیکھا جائے اُس کے حالات کا جائزہ لیا جائے اور اس کے جذبات کا مطالعہ کیا جائے تو یہی نظر آتا ہے کہ انسان اپنے سے زیادہ کسی اور کی قیمت سمجھنے کے لئے تیار نہیں۔ خدا تعالیٰ کا اگر ذکر ہو تو وہ تمسخر کرتا ہے، رسولوں کا ذکر ہو تو وہ تمسخر کرتا ہے، الہامی کتابوں کا اگر ذکر ہو تو وہ تمسخر کرتا ہے خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ مخلوق کا اگر ذکر ہو تو وہ تمسخر کرتا ہے اور نیک سے نیک اور پاک سے پاک بات کے ذکر میں بھی اس کا تمسخر بند نہیں ہوتا۔ غرض ہنسی، ٹھٹھا، مخول، منافقت، فریب، دھوکا اور دغابازی اِس وقت دنیا کا شعار ہو رہا ہے۔ اور انسان ایسے گندے کیچڑ میں پھنسا ہؤا ہے جس میں شاید ایک ستھرا جانور بھی قدم رکھنے کے لئے تیار نہ ہو۔

مَیں نے اِسی مسجد میں، اِسی مقام پر کھڑے ہو کر احرار کو مباہلہ کا چیلنج دیا تھا کہ اگر ان کا یہ دعویٰ صحیح ہے کہ بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کیا کرتے تھے۔ اور یہ کہ جماعت احمدیہ کے نزدیک بانی سلسلہ احمدیہ کا درجہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑا تھا۔ اور وہ اپنے اس یقین پر سچے دل سے قائم ہیں تو ہمارے ساتھ اس امر پر مباہلہ کر لیں۔ اور خدا تعالیٰ سے دعا کریں کہ اگر وہ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں اور دھوکا اور فریب سے کام نہیں لے رہے تو خدا تعالیٰ ان کی مدد کرے۔ اور اگر وہ جان بوجھ کر ایک غلط بات جماعت احمدیہ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب کر رہے اور لوگوں کو مغالطہ میں رکھ رہے ہیں تو خدا تعالیٰ ان پر اپنا عذاب نازل کرے۔

مباہلہ کوئی ایسی چیز نہیں جس پر تمسخر اُڑایا جا سکے بلکہ مباہلہ لعنت ہے جو ہمیشہ کے لئے انسان اپنے سر لیتا ہے۔ نہ صرف اپنے لئے بلکہ آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے بھی۔ اور مباہلہ لعنت ہے نہ صرف ایک منٹ، اور ایک دن، اور ایک سال کے لئے بلکہ آنے والے دنوں اور آنے والے سالوں کے لئے بھی اور مباہلہ لعنت ہے نہ صرف اِس زندگی کے لئے بلکہ قبر کی زندگی کے لئے بھی۔ اور مباہلہ لعنت ہے نہ صرف اس زندگی اور قبر کی زندگی کے لئے بلکہ یومِ حشر اور قیامت کے دن کے لئے بھی۔ کتنی دل کو دِہلا دینے والی چیز ہے جو ان کے سامنے پیش کی گئی۔ میں نے غیر مذاہب کے لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ بھی قسم کے نام پر کانپ جاتے ہیں۔

ایک دفعہ مَیں شملہ گیا۔ وہاں کی آریہ سماج کے اُس وقت کے سیکرٹری جو گریجویٹ تھے مجھ سے ملنے آئے۔ باتوں ہی باتوں میں انہوں نے پوچھا احمدیت کونسی ایسی نئی چیز پیش کرتی ہے جو ہمارے مذہب میں نہیں۔ میں نے کہا کہ احمدیت نے مجھے یقین کا مرتبہ دیا ہے جو کسی اور مذہب والے کو نصیب نہیں۔ کہنے لگے کس طرح؟ میں نے کہا مجھے اس بات پر یقین ہے کہ قرآن مجید ایک زندہ خدا کی کتاب ہے اور اس کی پیروی سے انسان کا خدا تعالیٰ سے کامل تعلق ہو جاتا ہے۔ اِس بات پر مجھے ایسا یقین ہے کہ جس کے بعد میرے لئے کوئی شک کی گنجائش نہیں۔ اور میں اس سچائی کے لئے ہر بڑی سے بڑی قربانی کرنے کے لئے تیار ہوں انہوں نے کہا یہ کونسی بڑی بات ہے ہر مذہب والے کو اپنے مذہب کی سچائی پر یقین ہوتا ہے۔ مجھے ویدوں کی سچائی پر یقین ہے، عیسائیوں کو انجیل کی سچائی پر یقین ہے، اور یہودیوں کو تورات کی سچائی پر یقین ہے۔ میں نے کہا جس چیز کو آپ یقین سمجھتے ہیں میں اُسے یقین نہیں سمجھتا بلکہ نفس کا دھوکا سمجھتا ہوں یقین وہی ہے جو مجھے اسلام کی صداقت کے متعلق حاصل ہے۔ کہنے لگے کس طرح؟ میں نے کہا میں اِس امر کو تسلیم کرتا ہوں کہ عیسائیوں، ہندوؤں اور یہودیوں میں سے ایسے کئی ہیں جنہوں نے اپنے مذہب پر جان دے دی اور بظاہر یہ سمجھا جاتا ہے کہ انہیں اپنے مذہب کی سچائی پر کامل یقین ہے۔ مگر یقین پہچاننے کا یہ طریق نہیں۔ جان آخر کیا چیز ہے؟ اِس دنیا کی ایک چیز ہے جسے آپ دوسری چیزوں پر قربان کر سکتے ہیں۔ چنانچہ کئی لوگ ملک کے لئے جانیں قربان کرتے ہیں، کئی لوگ اپنی زمینوں کی حفاظت کے لئے جانیں قربان کر دیتے ہیں۔ غرض اپنی جان قربان کر دینا کوئی ایسی اعلیٰ بات نہیں جس سے کسی کے یقین کا جائزہ لیا جا سکے بلکہ اس سے

زیادہ اعلیٰ چیزیں بھی موجود ہیں جنہیں قربان کرنے کے لئے لوگ تیار نہیں ہوتے ۔ چنانچہ میں نے کہا میرے یقین کی حالت یہ ہے کہ میں قرآن اپنے ہاتھوں میں لیتا ہوں اور اُس زندہ قادر اور طاقتور خدا سے جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اور جس کے ہاتھ میں میرا مستقبل ہے دعا کرتا ہوں کہ اے خدا! مجھے یقین ہے کہ یہ تیرا کلام ہے جو تو نے اپنے رسول پر نازل فرمایا اور جسے دنیا کی ہدایت کا آخری ذریعہ قرار دیا۔ اے خدا! اگر میں اپنے اِس عقیدہ میں جھوٹا ہوں اور لوگوں کو ناحق فریب دے رہا ہوں تو تُو مجھ پر اپنی لعنت نازل کر ۔ نہ صرف مجھ پر بلکہ میری بیوی بچوں پر بھی ۔ اور نہ صرف اِس دنیا میں بلکہ اگلے جہان میں بھی ۔ کیا آپ بھی ویدوں کی سچائی کے متعلق اس قِسم کی قَسم کھا سکتے ہیں؟ میرے اس مطالبہ پر بجائے اس کے کہ وہ قَسم کھاتے ، اُن کا رنگ زرد ہو گیا اور کہنے لگے آپ میرے بیوی بچوں کا ذکر کیوں کرتے ہیں؟ میں نے کہا اسی سے ظاہر ہے کہ آپ کے پاس کوئی ایسی چیز بھی ہے جسے آپ اپنی جان سے زیادہ عزیز اور قیمتی سمجھتے ہیں ۔ پس جب تک آپ اسے اپنے مذہب کے لئے قربان نہ کریں کس طرح سمجھا جا سکتا ہے کہ آپ کو اپنے مذہب کی صداقت پر یقین ہے ۔ میں بار بار یہ مطالبہ کروں مگر وہ یہی کہتے جائیں کہ آپ میرے بیوی بچوں کا ذکر کیوں کرتے ہیں ۔ تو بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ ان کا نام سننے پر انسان کے دل میں خشیت پیدا ہو جاتی ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ کا خوف اسے دامن گیر ہو جاتا ہے ۔ انہی میں سے ایک مباہلہ بھی ہے ۔ میرے دل میں ایک منٹ کے لئے بھی یہ خیال نہیں آ سکتا تھا کہ مسلمان کہلانے والوں میں سے ایک حصہ مباہلہ کو بھی لوگوں کو دھوکا دینے اور چالبازی کا ایک ذریعہ بنا لے گا ۔ مگر یہ میرا یقین غلط نکلا ۔ اور وہ مسلمانوں کے لیڈر کہلانے والے جنہوں نے تھوڑے ہی دن ہوئے شہید گنج کے موقع پر مسلمانوں کے فوائد کو اپنے ذاتی مفاد کے لئے قربان کر دیا تھا اس سے ناجائز فائدہ اُٹھا کر یہ کہنا شروع کر دیا کہ ہم تو مباہلہ کے لئے تیار ہیں مگر قادیان میں کریں گے ۔ میں نے ان کے اس مطالبہ کو منظور کر لیا مگر ساتھ ہی لکھا ہے کہ انہیں چاہئے کہ تمام شرائط لکھ کر اور ان پر دستخط کر کے ہمیں دے دیں تا بعد میں کوئی اُلجھن پیدا نہ ہو سکے ۔ مگر باوجود اس کے کہ ہماری طرف سے انہیں کئی رجسٹریاں گئیں ایک دفعہ نہیں بلکہ تین دفعہ انہوں نے ان میں سے ایک کا بھی ہمیں جواب نہیں دیا ۔ ڈاک خانہ کی رسیدیں ہمارے پاس موجود ہیں اور وہ اِس بات کا ثبوت ہیں کہ ہماری طرف سے انہیں رجسٹرڈ خطوط لکھے گئے مگر وہ ہر رجسٹری غائب کر گئے لیکن پبلک

میں یہ شور مچانے لگ گئے کہ قادیانی مباہلہ سے بھاگ گئے ہیں۔ ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہ طریق اللہ تعالیٰ کی خشیت کا نہیں اور یہ کہ ان کے مدنظر مباہلہ کرنا نہیں تھا بلکہ صرف یہ غرض تھی کہ کسی طرح انہیں قادیان میں جلسہ کرنے کا موقع مل جائے۔ مگر جب ہم نے اس حقیقت کو واضح کر دیا اور گورنمنٹ کو بھی معلوم ہو گیا کہ یہ مباہلہ کے لئے قادیان نہیں آنا چاہتے بلکہ اُن کا مقصد یہ ہے کہ قادیان میں کانفرنس منعقد کریں چنانچہ ان کا ایک اشتہار قادیان کے اِردگرد کے دیہات میں تقسیم ہوتا ہوا پکڑا گیا جس میں صاف لکھا تھا کہ پچھلے سال قادیان میں جو کانفرنس ہوئی تھی، اس میں نصف لاکھ کے قریب مسلمان جمع ہوئے تھے حالانکہ کانفرنس کا پہلا سال تھا مگر اس سال لاکھوں کی تعداد میں مسلمان قادیان میں جمع ہونے والے ہیں۔ تو گورنمنٹ نے چونکہ انہیں قادیان اور اس کے اِردگرد آٹھ آٹھ میل کے حلقہ میں کوئی کانفرنس یا جلسہ کرنے کی ممانعت کی ہوئی ہے اس لئے اس نے اپنے قانون کے ادب اور احترام کے لئے انہیں پھر ممانعت کا نوٹس دے دیا۔ میں نے احرار کے مباہلہ کے متعلق چھ جھوٹ ثابت کر کے آج ہی ایک اشتہار دیا ہے۔ اور ہر بات کے غلط ثابت ہونے پر ان کے لئے ایک ایک سَو روپیہ کا انعام مقرر کیا ہے اور میں نے بعض غیر احمدیوں کو ہی اِس معاملہ میں ثالث تسلیم کرنے پر آمادگی ظاہر کی ہے اور میں نے لکھا ہے کہ اگر وہ اپنے دعووٴں میں سچے ہیں تو وہ اپنے ان ہم عقیدہ ثالثوں کے ذریعہ فیصلہ کرا کے انعام لے لیں۔ چنانچہ ڈاکٹر سیف الدین صاحب کچلو کو میں نے پیش کیا ہے جو کانگرس کے لیڈر رہ چکے ہیں۔ اور میں نے یہ بھی لکھا ہے کہ اگر انہیں ڈاکٹر سیف الدین صاحب کچلو کی شخصیت پر اعتراض ہو تو مولانا ابوالکلام صاحب آزاد سے فیصلہ کرا لیں۔ یہ بھی مسلمانوں کے لیڈر سمجھے جاتے تھے بلکہ اب تک سمجھے جاتے ہیں۔ اور ملک وقوم کی خاطر جیل خانوں میں بھی رہے ہیں یا مسٹر عبد اللہ یوسف علی صاحب۔ آئی۔ سی۔ ایس۔ ریٹائرڈ حال پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور کو ثالث تسلیم کر لیں یا سر محمد یعقوب صاحب کو جو پہلے اسمبلی کے صدر بھی رہے ہیں ثالث تسلیم کر لیں۔ اگر وہ ان میں سے کسی کو بھی ثالث تسلیم کر لیں تو وہ جس وقت چاہیں ہم چھ سَو روپیہ ان کے پاس جمع کرا دیں گے اور روپیہ جمع کرانے کے پندرہ دن کے اندر اندر اگر احرار اپنے دعووٴں کا ثبوت دے دیں اور ثالث ان کے حق میں فیصلہ کر دے تو جمع شدہ روپیہ ثالث فوراً ان کو دے دے گا۔ اور اگر فیصلہ ہمارے حق میں ہو یا پندرہ دن کے اندر اندر احرار ثبوت پیش نہ کریں تو روپیہ ہمیں واپس مل جائے مگر

میں نے یہ شرط کی ہے کہ میرے سب مطالبات کی جن کے متعلق میں نے انعام مقرر کئے ہیں اکٹھی تحقیق کی جائے ۔ایک ایک کو الگ الگ لینے کی اجازت نہ ہوگی سوائے اِس صورت کے کہ احرار مطالبات میں سے بعض کے متعلق اپنی غلطی تسلیم کر کے باقیوں کے متعلق تحقیق پر آمادگی کا اظہار کریں۔ وہ چھ باتیں ایسی ہیں جن پر اگر کوئی بھی شخص غور کرے تو وہ سمجھ سکتا ہے کہ آیا احرار فرار اختیار کر رہے ہیں یا ہم ۔پس اس میں کسی لمبی چوڑی بحث کی ضرورت نہیں ۔ جو ثالث پیش کئے گئے ہیں وہ ان کے اپنے آدمی اور ان کے مسلّمہ لیڈر ہیں ۔اور پھر میں یہ نہیں کہتا کہ فیصلہ کے بعد روپیہ دیا جائے گا بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ جس وقت بھی احرار اس طریق فیصلہ کو منظور کر لیں اور لکھ دیں کہ پیش کردہ لیڈروں میں سے فلاں لیڈر کا فیصلہ منظور ہے اُسی وقت چھ سَو روپیہ اُن صاحب کے حوالے کر دیا جائے گا اور انہیں اِس امر کا اختیار دے دیا جائے گا کہ اگر ان پر یہ ثابت ہو جائے کہ میری غلطی تھی تو وہ روپیہ احرار کے حوالے کر دیں ۔اور اگر ثابت ہو کہ احرار غلطی پر تھے تو روپیہ ہمیں واپس کر دیں۔ یہ ایک ایسا طریقِ فیصلہ ہے جس پر عقلاً کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا ممکن ہے وہ اس کے متعلق بھی کوئی بہانہ بنائیں اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ کیا بہانہ بنائیں ۔لیکن ہمارا طریق چونکہ دیانت داری کا ہے اس لئے ہمیں کوئی اعتراض کی بات نہیں سوجھتی ۔ برخلاف اس کے ان کا کام چونکہ بددیانتی ہے اس لئے ممکن ہے اس واضح طریق کے متعلق بھی کوئی شبہ وہ پیدا کرلیں۔

اب مَیں اُن کے ایک اور سوال کو لیتا ہوں جو انہوں نے ابھی ابھی اُٹھایا ہے اور وہ یہ کہ اگر ہمیں قادیان میں اجتماع کرنے سے روکا گیا ہے تو کیا گورنمنٹ احمدیوں کے سالانہ جلسہ کو بھی روکے گی ؟ میں سمجھتا ہوں جس وقت کسی انسان میں بے حیائی پیدا ہو جائے اُس وقت وہ تمام عقل ودانائی کی حدود کو توڑ دیتا اور ایسی ایسی باتوں پر اُتر آتا ہے جو معمولی عقل وسمجھ رکھنے والے انسان کے نزدیک بھی مضحکہ خیز ہوتی ہے۔

قادیان میں جو ہماری پوزیشن ہے اس سے احرار کو بھلا نسبت ہی کیا ہے ۔قادیان ہمارا مقدس مقام ہے، قادیان وہ مقام ہے جس کے متعلق خدا تعالیٰ کی وحی اور اس کے الہامات میں بڑی بڑی بشارتیں ہیں، اور قادیان وہ مقام ہے جسے زمین وآسمان کے پیدا کرنے والے خدا نے امن اور ترقی کا مقام بنایا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وصیت کے ساتھ اسے جماعت احمدیہ کا مرکز

قرار دیا ہے۔ پس اس میں جماعت احمدیہ کو جو حق حاصل ہے وہ احرار کو کہاں حاصل ہوسکتا ہے۔ یہ تو ویسی ہی بات ہے جیسے اگر کسی ناولسٹ پر گورنمنٹ مقدمہ چلائے تو وہ کہہ دے کہ اگر میری کتاب پر مقدمہ چلایا گیا ہے تو قرآن کریم، انجیل اور ویدوں پر بھی مقدمہ چلایا جائے حالانکہ ایک عام کتاب کو الہامی کتاب سے نسبت ہی کیا ہے کہ ایک کا دوسری سے مقابلہ کیا جائے۔ اسی طرح قادیان کے متعلق احمدیوں کے جو جذبات ہیں وہ احرار کے جذبات کہاں ہوسکتے ہیں کہ دونوں سے یکساں سلوک اور برتاؤ کا مطالبہ جائز قرار دیا جاسکے۔

پچھلے سال جو یہاں کانفرنس ہوئی اس میں مولوی عطاء اللہ صاحب نے کہا کہ قادیان کی زمین لعنتی ہے۔ جب ان کے نزدیک قادیان کی لعنتی زمین ہے تو یہاں ان کے آنے کا کیا مطلب ہوسکتا ہے؟ اور کیا جن کے نزدیک قادیان کی زمین نَعُوْذُ بِاللّٰہِ لعنتی ہو وہ یہ حق رکھتے ہیں کہ قادیان کے متعلق احمدیوں کے جذبات اور اپنے جذبات کا مقابلہ کریں؟ اور باوجود اس امر کے کریں کہ اسلام نے اس امر کے متعلق ہماری راہنمائی کی ہوئی ہے۔ یہی سورۃ توبہ جس کا ایک رکوع میں نے اِس وقت پڑھا ہے اس میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ حرم اور اُس کے گردونواح میں مشرک لوگ نہ آنے پائیں۔ اب کیا اِس حکم کو دیکھ کر ہندو کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے ملک سے مسلمان نکل جائیں کیونکہ ہمیں حرم میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ یا چینی کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے ملک سے مسلمان نکل جائیں کیونکہ ہمیں حرم میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ یا روسی کہہ سکتے ہیں کہ مسلمان ہمارے ملک سے نکل جائیں کیونکہ ہمیں حرم میں داخل ہونے نہیں دیا جاتا۔ یا انگریز کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے ملک سے مسلمان نکل جائیں کیونکہ ہمیں حرم میں داخل ہونے نہیں دیا جاتا۔ یا امریکن کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے ملک سے نکل جائیں کیونکہ ہمیں حرم میں داخل ہونے سے روکا جاتا ہے۔ یہ ایک ایسی موٹی بات اور اسلام کا ایسا قائم کردہ اصل ہے کہ کوئی شخص یہ جہالت نہیں کرسکتا کہ اس قسم کا مطالبہ کرے۔ مگر انہوں نے اسلام کا مطالعہ کیا ہوتا تو ایسے کہتے ہی کیوں۔ جب اسلام کا انہوں نے کبھی مطالعہ ہی نہیں کیا تو یہ بات انہیں کہاں سمجھ میں آسکتی ہے۔ غرض اسلام نے اِس اصل کو تسلیم کیا ہے کہ جو کسی مذہب کا مقدس مقام ہو اُس میں اُس کے خاص حقوق تسلیم کئے جائیں گے۔ اسلام نے مکہ اور مدینہ کو حرم قرار دے کر مکہ اور شام کے شہروں میں فرق کیا ہے۔ اسلام نے یہ اجازت نہیں دی کہ مکہ میں کوئی غیر مسلم داخل ہو مگر شام

کے شہروں میں غیر مسلموں کے داخل ہونے سے اسلام نے منع نہیں کیا کیونکہ مکہ مسلمانوں کا ایک مقدس مقام ہے مگر شام کو مقدس ماننے میں اس کے ساتھ مسیحی اور یہودی بھی شامل ہیں ۔ مکہ، مدینہ مرکز ہیں اسلام کا ۔ اور جب کوئی جماعت اپنا ایک مرکز قائم کرتی ہے تو اس کے لئے ایک ماحول کی ضرورت ہوا کرتی ہے اور اس کے لئے ضرورت ہوتی ہے کہ اس کے ادب اور احترام کو قائم رکھا جائے ۔ پس جبکہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے بعد اور ان سے اُتر کر قادیان ہمارا مقدس مقام ہے ۔ اور جبکہ رسول کریم ﷺ کے بروز اور آپ کے نائب اور آپ کے خلیفہ اور آپ کے وجود کو اپنے اندر ظاہر کرنے والے مظہر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سلسلہ کی ترقی اور اس کی عظمت کے لئے قادیان کو مرکز مقرر کیا ہے تو یقیناً ہمارا حق ہے کہ ہم مطالبہ کریں کہ وہ ہمارے اس مقدس مقام کو اپنے وحشی مظاہروں سے پاک رکھیں ۔ یہ وہ مسئلہ ہے جسے قرآن مجید نے پیش کیا، یہ وہ اصل ہے جسے اسلام نے دنیا سے منوایا، اور یہ وہ دلیل ہے جس کی وجہ سے رسول کریم ﷺ نے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کو غیر مسلموں سے آزاد کرایا ۔ اگر اس اصل کو تم ایک جگہ تسلیم کرتے ۔ اور دوسری جگہ ردّ کر دیتے ہو تو تم دنیا کو کس طرح کہہ سکتے ہو کہ ہمارا تو یہ حق ہے کہ ہم مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کو غیر مسلموں سے پاک رکھیں لیکن اگر ہندو ایک مقام کو مقدس قرار دیں تو وہ اسے غیروں سے پاک نہیں رکھ سکتے ۔ اگر تم یہ کہتے ہو کہ ہمارا تو یہ حق ہے کہ ہم اپنے مقدس مقامات کو غیروں کے مظاہرات اور ان کی دخل اندازی سے پاک رکھیں لیکن ہم یہودیوں کے تسلیم کردہ مقدس مقامات کے متعلق یہ اصل تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ۔ اگر تم کہتے ہو کہ ہمارا تو یہ حق ہے کہ اپنے مقدس مقامات میں غیر مسلموں کو نہ آنے دیں مگر عیسائیوں کے تسلیم کردہ مقدس مقامات کے متعلق یہ نظریہ تسلیم کرنے کے لئے ہم تیار نہیں ۔ اگر تم یہ کہتے ہو کہ ہمارا تو یہ حق ہے کہ اپنے مقدس مقامات کو غیر عناصر سے پاک رکھیں مگر پارسیوں کے تسلیم کردہ مقدس مقامات کے متعلق ہم یہ بات ماننے کے لئے تیار نہیں تو یقیناً ہر عقل مند سمجھ جائے گا کہ تم دانائی سے کام نہیں لیتے ۔ اور سب سمجھیں گے کہ تم پاگل ہو اور دھینگا مشتی سے کام لے رہے ہو پس قرآن کریم سے ثابت ہے کہ حرم وہ مقام ہے جس میں کوئی غیر مسلم نہیں آ سکتا سوائے اس کے کہ وہ آنے کی اجازت لے لے اور نرمی اور محبت کے ساتھ آئے دیکھو اسی سورۃ کے شروع میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖۤ اِلَى الَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ

اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَاعْلَمُوْا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِى اللّٰهِ وَ اَنَّ اللّٰهَ مُخْزِى الْكٰفِرِيْنَ وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِیْءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَرَسُوْلُهٗ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِى اللّٰهِ وَ بَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ اِلَّا الَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْئًا وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ وَ اِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلَامَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ۔ [۲]

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔آج ہم اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے بیزاری کا اعلان کرتے ہیں ان مشرکوں سے جن سے وقتی معاہدات تھے اور کوئی شرط وغیرہ نہیں تھی ۔(شروط والے معاہدات کا آگے ذکر آتا ہے)اور اعلان کرتے ہیں کہ ہم انہیں فسخ کرتے ہیں ۔صرف چار مہینے اور تم اس علاقہ میں رہ سکتے ہو۔تم دنیا میں خوب پھر کر دیکھ لو اللہ تعالیٰ نے اسلام قائم کر دیا اور اب وہ اپنے مرکز کو مشرکین کے وجود سے پاک کرنا چاہتا ہے کیونکہ جو منکر ہیں اللہ تعالیٰ اُنہیں عزت نہیں دیتا ۔اور حجِ اکبر کے موقع پر یہ اعلان ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے کہ اللہ اور اس کا رسول مشرکوں سے تعلق نہیں رکھ سکتے ۔ان کو اجازت نہیں دی جاسکتی کہ وہ اس علاقہ میں رہیں ۔ہاں اگر تم توبہ کرو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اور اگر تم پھر جاؤ تو یاد رکھو تم خدا تعالیٰ کے کاموں کو نہیں روک سکتے اور نہ کامیابی حاصل کر سکتے ہو۔یہ ہمارا اعلان سب مشرکین کے لئے ہے سوائے ان کے جن سے تم نے عہد کیا ہوا ہے اور انہوں نے اس عہد کو توڑا نہیں اور نہ انہوں نے تمہارے خلاف کسی اور کو مدد دی ہے یعنی ان سے میعادی عہد ہے،ان کا معاہدہ میعاد تک پورا کرو اور جب تک میعاد ختم نہیں ہوتی اسے لئے چلے جاؤ کیونکہ خدا تعالیٰ متقیوں سے محبت رکھتا ہے۔لیکن جب مقرر مہینے ختم ہو جائیں تو پھر اس آخری جماعت کو چھوڑ کر باقی مشرکینِ عرب کو جو اسلام سے برسرِ جنگ تھے جہاں بھی ملیں لڑائی کرو، انہیں پکڑو،ان کا محاصرہ کرو اور ہر گھات کی جگہ پر ان کے لئے بیٹھو۔پس اگر وہ توبہ کریں،نمازیں پڑھیں اور زکوٰۃ دیں تو انہیں چھوڑ دو کیونکہ خدا تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔لیکن ہمارا یہ حکم ان مشرکوں

کے لئے ہے جو مسلمانوں کے خلاف شرارتیں کرتے اور مظاہرے کرتے ہیں ان کے علاوہ اگر ان میں سے کوئی تمہاری پناہ میں آنا چاہے تو اسے پناہ دو اور اسے اس بات کا موقع دو کہ وہ خدا کا کلام سنے۔ اگر وہ مان جائے گا تو تمہارے ساتھ ہو جائے گا اور اگر وہ نہ مانے تو بھی اسے امن کے ساتھ اس کے گھر تک پہنچادو۔ اور آنے کے لئے رستہ بالکل بند نہ کرو کیونکہ یہ لوگ ایسے ہیں جو حقیقت کو نہیں سمجھتے ۔

یہ آیتیں ہیں جن سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ جو مقام کسی جماعت کا مذہبی مرکز ہوا سے دوسرے اثرات سے محفوظ رکھنا چاہئے اور غیروں کو اس میں جمع ہونے سے روکنا چاہئے۔ اِسی بناء پر حرم کی حدود میں کسی غیر مسلم کو جانے کی اجازت نہیں۔ لیکن ساتھ ہی فرمایا کہ اگر کوئی شخص نرمی اور محبت سے آنا چاہے تو اسے نہ روکو بلکہ آنے دو اور جب باتیں سن چکے تو اسے آرام سے اپنے گھر پہنچادو۔

پس جو مقدس مقامات ہوں اُن کی عزت وحرمت کے لئے ہر قوم کو یہ حق حاصل ہے اور ہر قوم کا یہ حق ہے کہ وہ اپنے مذہبی مقدس مقامات میں اپنے مذہب کے علاوہ دوسرے لوگوں کے مظاہرات نہ ہونے دے۔ کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ تم اس طرح تبلیغ کا رستہ بند کرتے ہو۔ اس لئے کہ قادیان کا ہر احمدی وقتاً فوقتاً باہر جاتا ہے قادیان میں ساری عمر بند نہیں رہتا پھر صرف قادیان میں ہی احمدی نہیں بلکہ ساری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں اگر کوئی تبلیغ کرنا چاہے تو قادیان کے احمدیوں کو بھی جب وہ باہر جائیں تبلیغ کرسکتا اور بیرونی جماعتوں کو بھی تبلیغ کرسکتا ہے۔ جس طرح عیسائی مسلمانوں سے یہ نہیں کہہ سکتے کہ تم نے بلادِ حرم میں ہماری تبلیغ بند کر دی ہے، جس طرح ہندو مسلمانوں سے یہ نہیں کہہ سکتے کہ تم نے عرب میں ہماری تبلیغ بند کرادی ہے اس لئے عرب ساری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں اور جب وہ اپنے ملک سے باہر نکلیں ، عیسائی اور ہندو اُنہیں تبلیغ کر سکتے ہیں۔ اسی طرح ہمارے متعلق بھی یہ نہیں کہا جاسکتا کہ ہم نے تبلیغ کا راستہ بند کر دیا بلکہ ہمارا حق ہے کہ قرآن کریم کے تسلیم کردہ اصل کے ماتحت چونکہ قادیان بھی ہمارا مقدس مقام اور جماعت کے نظام کا مرکز ہے اس لئے ہم اس جگہ کسی قسم کا کوئی ایسا فعل نہ ہونے دیں جس میں سلسلہ کی ہتک یا بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہتک ہو۔ پھر یہ حق ہم صرف اپنے لئے نہیں مانگتے بلکہ ہم چاہتے ہیں جس قوم اور جس مذہب کا بھی کوئی شہر مقدس مرکز ہو یا وہ اسے اپنے لئے مقدس مرکز قرار دے لے وہ اسی طرح غیروں کی شورش سے

محفوظ رکھا جائے جس طرح ہم چاہتے ہیں کہ قادیان غیروں کی شورش سے محفوظ رکھا جائے۔ اور ہم یہ تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں کہ دوسری قومیں جن شہروں کو اپنے مذہبی مرکز قرار دیتی اور ان میں انہوں نے خاص ماحول بنالیا اور ان کی مذہبی کتب میں ان کو خاص مرکزی درجہ دیا گیا ہو، ان شہروں میں ان مذاہب کے خلاف کوئی مظاہرہ کرنے کی نہ ہمیں نہ دوسروں کو اجازت ہو۔ پس ہم وہ مطالبہ کرتے ہیں جو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے متعلق اسلام نے اصل مقرر کیا ہے۔ اور جو ہر مذہب کے مقدس مقام کے متعلق اسلام کا پیش کردہ نظریہ ہے۔ اس کے مطابق اگر کسی وقت ہندو یہ مطالبہ کریں کہ ہر دَور میں ہندو مذہب کے خلاف کوئی مظاہرہ نہ کریں تو سب سے پہلا میں ہوں گا جو اِس کی تائید کروں گا۔ پس اگر کوئی قوم کسی شہر کو اپنا مذہبی مرکز سمجھتی ہے یا اسے مذہبی مرکز بنانا چاہتی ہے تو اسے اجازت ہونی چاہئے کہ وہ غیروں سے اسے پاک رکھے آخر دنیا کو اس سے کیا نقصان پہنچ سکتا ہے۔ اگر دنیا کے تمام مقدس مقامات اکٹھے بھی کئے جائیں تو سَو پچاس شہروں سے زیادہ نہیں بنیں گے۔ مگر ان پچاس یا سَو مقامات کو محفوظ کر لینے سے تبلیغ کو کونسا نقصان پہنچ سکتا ہے انسان اِردگرد کے علاقوں میں تبلیغ کرسکتا ہے جہاں اس شہر کے آدمی آتے جاتے ہوں۔ چنانچہ قادیان کے احمدی بھی کبھی بٹالہ میں سَودا خریدنے چلے جاتے ہیں، کبھی امرتسر جاتے ہیں، کبھی لاہور جاتے ہیں احرار تبلیغ ہی کرنا چاہتے ہیں تو جب قادیان کے احمدی بٹالہ، امرت سر یا لاہور جائیں تو انہیں پکڑ لیں اور تبلیغ کریں بلکہ ہم تو موجودہ حالات میں جب کہ انگریزی حکومت قائم ہے یہ مطالبہ بھی نہیں کر سکتے کہ احمدیوں کے علاوہ دوسرے لوگ قادیان میں ہماری اجازت کے بغیر داخل نہ ہوں۔ ہم اِس وقت جو کچھ چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ قادیان میں دوسرے لوگ داخل ہوکر ایسے مظاہرات نہ کریں جن سے سلسلہ احمدیہ اور بانی سلسلہ احمدیہ کی ہتک ہوتی ہو۔ اور یہ بھی اس لئے کہ مظاہرہ کرنا کوئی مذہبی چیز نہیں بلکہ سیاسی ہے۔ اور کسی جماعت کے مذہبی مرکز پر سیاسی دباؤ ڈالنا کسی صورت میں جائز نہیں ہوسکتا۔ مگر اب احرار نے یہ مطالبہ شروع کر دیا ہے کہ اگر ہمیں روکا گیا ہے تو قادیان میں احمدیوں کے سالانہ اجتماع کو بھی روک دیا جائے۔ ہم ان سے کہتے ہیں کہ وہ اگر یہ اعلان کردیں کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رسول کریم ﷺ کا بروز، آپ کا نائب اور خلیفہ مانتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ وہ دنیا کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوئے اور اُنہوں نے قرآن کریم کے جو معانی بتائے وہی صحیح اور درست ہیں

اور مسلمانوں کی ترقی آپ پر ایمان لانے سے وابستہ ہے۔تو اس کے بعد اگر ہم ان کے جلسہ کو بشرطیکہ اس میں شرافت سے کام لیا جائے اور اشتعال انگیزی نہ ہو، روکیں تو وہ جو جی میں آئے کہیں ۔لیکن اگر وہ ان باتوں کا انکار کرتے ہیں تو ہم اور وہ ایک صف میں کس طرح کھڑے ہو سکتے ہیں۔

غرض ان کی یہ حالت ہوگئی ہے کہ کوئی عقل اور سمجھ کی بات ان کے منہ سے نہیں نکلتی حالانکہ ان میں پڑھے لکھے بھی ہیں، عربی دان بھی ہیں، انگریزی دان بھی ہیں، مولوی بھی ہیں، لیڈر بھی ہیں، مگر میں جب یہ باتیں سنتا ہوں تو حیران ہوتا ہوں کہ کیا ان میں سے کسی کے دل میں بھی خدا تعالیٰ کا خوف نہیں رہا۔ یہ بھی تو ایک زبردست ثبوت ہے اِس بات کا کہ اِس زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مأمور کی ضرورت ہے۔آج کہاں ہے وہ سچائی جس پر اسلام کو فخر تھا۔کہاں ہے وہ سچائی جس کا مقابلہ دنیا کی کوئی قوم نہیں کرسکتی تھی بلکہ وہ تو الگ رہی جو سچائی پرانے زمانہ میں کفار میں پائی جاتی تھی اُس کا نمونہ بھی تو اب ان لوگوں میں نہیں ملتا رسول کریم ﷺ نے قیصر کو ایک دفعہ ایک تبلیغی خط لکھا جب خط اُس کے پاس پہنچا تو اُس نے کہا مکہ کا کوئی آدمی بلاؤ جس سے میں اِس مدّعی نبوت کے حالات دریافت کروں ۔اتفاقاً ابوسفیان تجارت کے لئے وہاں گئے ہوئے تھے لوگوں نے اُنہیں پیش کیا۔ ابوسفیان اُس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔بادشاہ نے انہیں بلایا اور ان کے پیچھے بعض مکہ کے اور آدمی کھڑے کر دیئے اور کہا میں اس سے بعض باتیں پوچھنا چاہتا ہوں اگر یہ کسی بات کا غلط جواب دے تو تم بتا دینا۔ابوسفیان خود ہی روایت کرتے ہیں کہ جب اس نے ایسا کیا تو مجھے بڑی مشکل پیش آئی اور میں نے کہا میرے ساتھی اِس نے میرے پیچھے کھڑے کر دیئے۔اگر میں اسلام کی دشمنی کی وجہ سے کسی بات میں جھوٹ بول دوں تو ممکن ہے اُن میں سے کوئی بول پڑے اور مجھے شرمندہ ہونا پڑے ۔اس لئے جب قیصر نے سوالات کئے تو وہ صحیح صحیح جوابات دیتے گئے۔ایک سوال اُس نے رسول کریم ﷺ کے متعلق یہ بھی کیا کہ کیا اِس نے کبھی معاہدات کو توڑا ہے وہ کہنے لگے ابھی تک تو اس نے کسی معاہدہ کو نہیں توڑا لیکن اب ایک ہماری قوم نے اس سے معاہدہ کیا ہے معلوم نہیں وہ اس کو توڑتا ہے یا قائم رکھتا ہے۔ابوسفیان کہتے ہیں اُس نے پہلے جتنے سوالات کئے ان میں کسی کے جواب میں مَیں چالاکی نہ کرسکا۔اب جو اُس نے یہ سوال کیا تو میں نے یہ فقرہ ملا دیا کہ اب ایک معاہدہ اس سے ہوا ہے دیکھیں وہ اسے توڑتا ہے یا نہیں۔[۳] گویا رسول کریم ﷺ کا ایک اشدّ ترین دشمن بھی اگر

حقیقت کو مشتبہ کر سکا تو صرف اس طرح نہ کہ کھلے طور پر جھوٹ بول کر۔مگر اسلام نے سچائی کا جو نمونہ دکھایا وہ تو نظیر نہیں رکھتا۔

اسلامی عہد میں ایک دفعہ ایک شخص کو پھانسی کی سزا ہوئی جب اُسے قتل کیا جانے لگا تو اُس نے کہا میرے گھر یتامیٰ ومساکین کی بہت سی امانتیں پڑی ہیں اگر مَیں قتل ہو گیا تو ان کا مال ضائع ہو جائے گا مجھے اجازت دیجئے کہ میں ان کا مال ان کے سپرد کر آؤں۔انہوں نے پوچھا اگر تُو بھاگ جائے تو تیرا ضامن کون ہوگا؟ اس نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ایک صحابی کھڑے نظر آئے اُن کے چہرہ پر چونکہ اس نے نرمی اور محبت کے آثار دیکھے اس لئے کہنے لگا یہ میرے ضامن ہیں۔انہوں نے اُس صحابی سے پوچھا تو وہ کہنے لگے ہاں میں اس کی ضمانت دیتا ہوں۔وقتِ مقررہ کے قریب تک جب وہ نہ آیا تو لوگوں کے دلوں میں سخت گھبراہٹ پیدا ہوئی کہ اب اس کی بجائے صحابی کو سزا بھگتنی پڑے گی لیکن جب عین آخری وقت آیا تو لوگوں نے دیکھا دُور سے ایک سوار بے تحاشا اپنے گھوڑے کو دوڑاتا چلا آرہا ہے اور اتنی تیزی اور شدّت سے دَوڑا رہا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ گھوڑا اُس کی رانوں کے نیچے مر جائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا اِدھر وہ سوار گھوڑے سے اُترا اور اُدھر گھوڑے نے دم توڑ دیا۔وہ سوار وہی شخص تھا جس کے لئے سزائے موت تجویز ہوئی تھی وہ کھڑا ہوا اور اُس نے کہا میں اتنی تیزی سے اس لئے آرہا تھا کہ ایسا نہ ہو کہ وعدہ کی خلاف ورزی ہو جائے حالانکہ وہ ایسا شخص تھا جس کے لئے پھانسی کی سزا تجویز ہوئی تھی۔

اب بتاؤ کہ اِس عہد میں کتنے مسلمان ہیں جنہیں ہفتہ بھر کی بھی قید کی سزا ملی ہو اور وہ وعدہ کر کے جائیں اور پھر وقت پر آجائیں۔یہ وہ اسلامی صداقت تھی جس کا صدیوں تک لوگوں کے دلوں پر اثر رہا۔مگر آج کہاں ہے یہ صداقت؟ کہاں ہے یہ دیانت؟ اور کہاں ہے یہ راستی؟ ہر بات دھوکا اور ہر بات میں فریب دیا جاتا ہے اور یہ سمجھا جاتا ہے کہ اسی میں نجات ہے۔حالانکہ اصل نجات وہ ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آئے۔جب ایک علیم وخبیر اور قادر ومقتدر خدا آسمان پر موجود ہے تو یہ دھوکا کہاں تک چل سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ احرار کو ہر روز ذلّتیں نصیب ہوتیں اور ہر روز رُسوائیاں ہوتی ہیں۔کیا وہ نہیں دیکھتے کہ خدا تعالیٰ زمین کے کناروں سے احمدیت کو بڑھاتا چلا جارہا ہے۔کیا انہیں نظر نہیں آتا کہ باوجود ان کی تمام مخالفتوں کے احمدیت ترقی کر رہی ہے۔یہی مسجد اس پر گواہ ہے کہ

احمدیت کہاں سے کہاں پہنچی۔ پہلے یہ چھوٹی سی تھی۔ میرے بائیں طرف جو مسجد کا حصہ ہے اس کا بھی نصف اُس وقت مسجد تھا اور وہ بھی خالی رہتا تھا لیکن آج اس سے تین چار گنے مسجد بڑی ہوگئی ہے اور اب بھی لوگ باہر اور چھتوں پر بیٹھے ہیں اور جب نماز ہوگی تو گلیوں میں انہیں پھیلنا پڑے گا۔ یہ نصرت آخر کیوں ہوئی ؟ اس لئے کہ سچائی اور صداقت ہمارے پاس ہے اور خدا راستی کی تائید کرتا لیکن جھوٹ کی تائید نہیں کیا کرتا۔

اس کے بعد میں جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ جہاں یہ مخالفتیں ہماری طبیعت میں تشویش پیدا کرتی ہیں اور ہمارے اصل کاموں سے ہٹا کر ہمیں دوسری طرف متوجہ کر دیتی ہیں وہاں ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ان مخالفتوں کی وجہ سے ہماری ذمہ داریاں اور بھی بڑھ رہی ہیں۔ اور یہ مخالفتیں اس بات کی گواہ ہیں کہ ابھی ہمارے سامنے بہت بڑا کام پڑا ہے جسے ہم نے پورا کرنا ہے۔ آج کونسی آواز ہے جو احمدیت کے خلاف اُٹھتی ہو اور لوگ اُس پر دیوانہ وار لَبَّیْک کہنے کے لئے تیار نظر نہ آتے ہوں۔ آج یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ اگر لوگوں میں عزت مل سکتی اور روپیہ کمایا جا سکتا ہے تو اِس کی ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ کہ احمدیت کی مخالفت کی جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی فرماتے تھے اِس زمانہ میں لوگوں کو دو ہی طرح عزتیں مل رہی ہیں ہمیں مان کر یا ہمارا انکار کر کے۔ آپ فرماتے بہرحال ہمارے ذریعہ سے ہی لوگوں کو رزق مل رہا ہے یعنی یا تو ماننے والے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عزت حاصل کر لیتے ہیں یا انکار کرنے والے لوگوں میں عزت حاصل کر لیتے ہیں۔ اور فرمایا کرتے ہمارے مخالفوں کو تو ہمارا ممنونِ احسان ہونا چاہئے کہ وہ محض ہماری وجہ سے روٹیاں کھا رہے ہیں۔ اور واقعہ میں دیکھ لو جو مولوی ہمارے سلسلہ کی مخالفت نہیں کرتے ان کو کوئی پوچھتا بھی نہیں۔ مگر جو مخالفت کرنے والے مولوی ہیں اُن کی خوب آؤ بھگت ہوتی ہے۔ پہلے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اُٹھے اور اُنہوں نے خوب مخالفت کی۔ لوگوں نے ان کا ساتھ دیا حتّٰی کہ انہیں یہ وہم ہو گیا کہ گویا وہ سارے ہندوستان کے مسلمانوں کے نمائندہ ہیں۔ پھر ان کے بعد چھوٹے چھوٹے مخالف تو بہت اُٹھے لیکن صحیح معنوں میں مولوی ثناء اللہ صاحب ان کے جانشین ہوئے اور ہمارے سلسلہ کی مخالفت کی وجہ سے ان کی بڑی شہرت ہوئی۔ چنانچہ ایک دفعہ وہ قادیان آئے تو انہوں نے چیلنج دیا کہ مرزا محمود کو کہو وہ میرے ساتھ کلکتہ تک چلے پھر دیکھے کہ پتھر کس پر پڑتے ہیں اور پھول کس پر

۔اور اس میں کیا شبہ ہے کہ اگر وہ کلکتہ تک جاتے تو انہیں ہر جگہ پھول پڑتے اور مجھے ہر جگہ پتھر۔اور میں نے جب یہ بات سنی تو یہی جواب دیا کہ انہوں نے جو کہا بالکل صحیح ہے رسول کریم ﷺ نے بھی جب دعوٰئ نبوت کیا تھا تو آپ پر پتھر پڑا کرتے تھے اور ابوجہل نے جب آپ کی مخالفت کی تھی تو اس پر ہر جگہ پھول ہی برسائے جاتے تھے۔پس مولوی صاحب نے خود اپنے منہ سے اِقرار کرلیا کہ میں رسول کریم ﷺ کا متبع ہوں اور وہ اُس مقام پر کھڑے ہیں جس پر ابوجہل تھا۔میں محمد ﷺ کے شاگردوں اور غلاموں میں سے ہوں اور وہ ابوجہل کے شاگرد اور غلام ہیں۔آخر شاگرد نے آقا کی خصوصیات ہی لینی ہیں علیحدہ خصوصیات وہ کہاں سے لے۔وہ بوڑھے ہوئے تو مولوی ظفر علی صاحب نے سلسلہ کی مخالفت شروع کر دی اور ان کی بھی خوب آؤ بھگت ہوئی اور لوگوں میں انہوں نے اچھی عزت حاصل کی۔ان کا دَور دَورہ ختم ہؤا تو احرار آگئے اور انہوں نے بھی اپنی عزت بڑھانے اور روپیہ کمانے کا یہی ذریعہ اختیار کیا کہ احمدیت کی مخالفت کی جائے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں میں ہماری مخالفت کی ایک زبردست رَو شروع ہے اور ان میں ہمارے خلاف اس قدر جوش اور غیظ و غضب بھرا ہؤا ہے کہ جو بھی انہیں ہمارا مخالف ملتا ہے اس کے پیچھے چل پڑتے ہیں۔جب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے مخالفت کی تو سب لوگ ان کے پیچھے ہو گئے۔مولوی ثناء اللہ صاحب نے مخالفت کی تو سب اُن کے پیچھے ہو گئے۔مولوی ظفر علی صاحب نے مخالفت شروع کی تو لوگ ان کے پیچھے چل پڑے۔اور جب احرار نے مخالفت کی تو ان کے پیچھے ہو لئے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کے اندر ہمارے خلاف اس قدر جذباتِ عناد موجود ہیں کہ انہیں ہمیشہ ایسی نالی کی ضرورت ہوتی ہے جس میں سے وہ اپنا جوش نکال سکیں۔جب قلوب کی یہ کیفیت ہو، جب بُغض اس قدر بڑھ چکا ہو اور جب عداوت اتنی ترقی پر ہو تو اُس وقت بھی احمدی اگر اپنی قربانیوں میں سستی کریں تو ایسے احمدیوں سے زیادہ قابلِ ملامت اور کون ہوسکتا ہے۔

دیکھو میں نے تم کو وقت پر دشمن کے حملہ سے ہوشیار کر دیا تھا اور کئی سال پہلے کہہ دیا تھا کہ اب تغیرات زیادہ زور سے پیدا ہوں گے۔ہر شخص دیکھ سکتا ہے کہ مخالفین کی پہلی جدوجہد انفرادی ہؤا کرتی تھی مگر اس کے بعد ان کی ہر جدوجہد پہلے سے زیادہ منظّم ہوتی جارہی ہے۔مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی جدوجہد منظّم نہیں تھی۔اس کے بعد مولوی ثناء اللہ صاحب آئے تو انہوں نے تنظیم کی۔

اہلحدیث کو اکٹھا کیا، ان کی انجمنیں بنائیں، ایک ہفتہ وار اخبار باقاعدگی کے ساتھ ہمارے خلاف شائع کیا، اور ہماری مخالفت کو منظّم طریق پر چلایا۔ پھر مولوی ظفر علی صاحب آئے۔ ان کا حلقہ اثر زیادہ وسیع تھا۔ اخبار لوگوں میں بہت پڑھا جاتا تھا اس لئے ان کے ذریعہ ہماری مخالفت کی آگ اور زیادہ دُور دُور تک پھیلی۔ پھر احرار آئے جو اِن سے بھی زیادہ منظّم تھے۔ گویا دشمن کی فوج جس سے اِس وقت تمہارا مقابلہ ہے وہ ہر حملہ کے وقت یہ جانچتی ہے کہ اسے کتنی طاقت کی ضرورت ہے۔ اور جب وہ محسوس کرتی ہے کہ پہلا حملہ اس کا اتنا شدید نہ تھا جس سے احمدیت کو نقصان پہنچے۔ اور اس کے کچلنے کے لئے اسے اور زیادہ طاقت کی ضرورت ہے تو وہ اور زیادہ منظّم ہو جاتی اور مخالفت کے سامان مہیا کرتی ہے۔ اور جب دیکھتی ہے کہ وہ سامان بھی کافی نہیں تو پھر اور زیادہ مخالفت کے سامان جمع کرنے لگتی ہے۔ پس تم مت خوش ہو اِس بات پر کہ احرار کچلے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اگر تم نے مخالفت کی اصل روح کو نہ کچلا تو اب جو تمہاری مخالفت کے لئے اُٹھیں گے، وہ احرار بھی زیادہ طاقت اپنے اندر رکھتے ہوں گے تم کو غور کرنا چاہئے کہ کیا تم بھی ہر حملہ کے بعد پہلے سے زیادہ قربانیاں کرتے چلے جا رہے ہو؟ اور کیا تمہارا قدم بھی ایثار اور اخلاص میں پہلے سے زیادہ بڑھا ہوا ہے یا ایک جگہ ٹھہرا ہوا ہے؟ تم مت دیکھو اِس بات کو کہ تمہارا بجٹ پہلے ایک لاکھ کا ہوا کرتا تھا اور اب دو تین یا چار لاکھ کا ہے۔ اس لئے کہ اگر بجٹ زیادہ ہے تو تمہاری تعداد بھی تو بڑھ گئی ہے دیکھنا یہ چاہئے کہ تم میں سے ہر فرد کتنی قربانی کرتا ہے۔ اگر وہ قربانی پہلے سے زیادہ نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ اگر ایک شخص جس کے پاس اس سال ایک سَو روپیہ ہے وہ اس میں سے ایک روپیہ خدا تعالیٰ کی راہ میں دیتا ہے اور اگلے سال دو سَو ملنے پر صرف ڈیڑھ روپیہ دیتا ہے تو کیا کہا جا سکتا ہے کہ اس نے قربانی میں ترقی کی؟ ترقی تب ہوتی جب وہ دو سَو ملنے پر تین یا چار روپے خدا تعالیٰ کی راہ میں دیتا پس اگر تمہیں اپنی قربانیاں زیادہ نظر آتی ہیں تو تمہیں دیکھنا چاہئے کہ تمہاری جماعت بھی پہلے سے زیادہ ہوگئی ہے اور جماعت کی زیادتی کو مدنظر رکھتے ہوئے نہیں کہا جا سکتا کہ جماعت نے قربانیوں میں ترقی کی بلکہ یہی کہا جائے گا کہ جماعت اپنی جگہ پر کھڑی ہے۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ بہت لوگ ایسے ہیں جو اپنی قربانی کے پہلے مقام پر کھڑے ہیں اور وہ اپنی جگہ سے ہلنا بہت معیوب سمجھتے ہیں لیکن یاد رکھو اللہ تعالیٰ تمہیں اِس مقام پر کھڑا نہیں رکھے گا۔ اُس نے تمہیں چُنا ہے اس لئے کہ تمہیں صحابہ کا مثیل بنائے، اُس نے تمہیں چُنا ہے اس لئے

کہ تمہیں رسول کریم ﷺ کے تربیت یافتہ صحابہ کی مانند بنائے۔ پس اگر تم اپنے مقام پر کھڑے رہو گے اور نہیں ہلو گے تو جس طرح کند چھری کو سان پر چڑھایا جاتا اور اُسے تیز کر کے اُس کے زنگ کو دور کیا جاتا ہے اسی طرح خدا تعالیٰ تمہیں رگڑے گا اور اتنا رگڑے گا کہ تمہارا سارا زنگ دور ہو جائے گا تمہارے سپرد اِس وقت ایک سبق کا یاد کرنا کیا گیا ہے۔ جس طرح بچے جب اپنا سبق یاد نہیں کرتے تو استاد انہیں مارتا ہے اسی طرح تمہارے خدا نے بھی تمہارے لئے ایک کلاس کھول رکھی ہے۔ اُس خدا نے جس طرح پہلے محمد ﷺ کے زمانہ میں ایک جماعت کو سبق سکھایا اسی طرح اب وہ تمہیں بھی سبق سکھائے گا۔ اگر تم اپنی مرضی سے سبق یاد کر لو گے تو تمہیں آرام رہے گا اور اگر عمدگی سے سبق یاد نہیں کرو گے تو خدا تعالیٰ کی قمچیاں تمہیں سیدھا کر کے چھوڑیں گی۔ اور جب تک خدا تعالیٰ پھر وہی نور قائم نہ کر دے جو آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں اُس نے قائم کیا تھا، جب تک صداقت پھر وہی قائم نہ ہو جائے جس طرح رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں قائم تھی، جب تک دیانت اُسی طرح قائم نہ ہو جائے جس طرح رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں قائم تھی، جب تک خدا تعالیٰ کے کلام کا ادب اور احترام اسی طرح قائم نہ ہو جائے جس طرح رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں قائم تھا، جب تک قربانی اور ایثار کی وہی روح پیدا نہ ہو جائے جو رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں قائم تھی، اور جب تک بنی نوع انسان کی شفقت اور محبت کا وہی مادہ تمہارے دلوں میں پیدا نہ ہو جائے، جو رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں تھا اُس وقت تک وہ دم نہیں لے گا، نہیں لے گا اور نہیں لے گا۔ اگر تم اپنی اندرونی تنظیم سے اپنے آپ کو درست نہ کرو گے تو خدا تعالیٰ بیرونی مخالفوں کو تمہاری درستی کے لئے کھڑا کر دے گا۔ اور اگر بیرونی مخالفوں سے تم نے اپنی اصلاح نہ کی تو خدا تعالیٰ کی قمچیاں تمہاری اصلاح کریں گی۔ اور اگر قمچیوں سے اصلاح نہ ہوئی تو خدا تعالیٰ تمہاری ڈنڈوں سے اصلاح کرے گا اور اگر ڈنڈوں سے اصلاح نہ ہوئی تو خدا تعالیٰ تلواروں سے تمہاری اصلاح کرے گا مگر وہ نہیں چھوڑ یگا جب تک تمہارے دل کے زنگ دُور نہ ہو جائیں، جب تک تمہارے اعمال صحابہ والے اعمال نہ ہو جائیں۔

دیکھو! دُنیوی حکومتوں میں جب جنگ چھڑتی ہے تو جو حکومتیں تمدن میں ادنیٰ ہوتی ہیں ان کی نسبت ہمیشہ یہ خبریں آتی رہتی ہیں کہ ان کا پانچ ہزار سپاہی دشمن کے پانچ سَو کے مقابلہ میں ہار گیا۔ یہ کیوں ہوتا ہے اس لئے کہ اس پانچ ہزار سپاہی کی تربیت صحیح رنگ میں نہیں کی گئی تھی مگر دوسرے پانچ سَو

کی تربیت صحیح رنگ میں کی گئی تھی اور یہ ایک علامت ہوتی ہے حکومت کی فرض شناسی کی۔اب بتاؤ کہ اگر دُنیوی گورنمنٹوں میں سے جو ہوشیار ہوتی ہیں وہ اپنی فوج کی اعلیٰ تربیت کا خیال رکھتی ہیں تو کس طرح ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی فوج کے سپاہیوں کو تربیت کے بغیر ہی چھوڑ دے۔پس جب تک تمہارے قلوب میں تغیر نہ ہوگا، جب تک تمہارے اندر آگ نہ لگ جائے گی ایسی آگ جو تمام خس وخاشاک کو جلا کر راکھ کر دے، ایسی آگ جو جہالت، سستی، بے دینی اور منافقت کا نشان تک مٹا دے اُس وقت تک خدا تعالیٰ دم نہیں لے گا اور نہ مخالفین کی مخالفت میں کمی آنے دے گا۔

میں نے گزشتہ سال سے عمداً تحریک جدید شروع کی ہے۔ورنہ میں ۱۹۲۷ء، ۱۹۲۸ء سے یہ اعلان کرتا چلا آ رہا ہوں کہ وہ زمانہ قریب آ گیا ہے جس میں شیطان اور رحمٰن کی آخری جنگ مقدر ہے، جس میں تمہیں بہت زیادہ ہوشیار اور بیدار ہونا چاہئے، جس میں تمہیں بہت زیادہ قربانیاں کرنی چاہئیں اور جس میں تمہیں بہت زیادہ زور اور توجہ سے دشمن کا مقابلہ کرنا چاہیئے۔میں نے کہا مگر تم نے میری باتوں کو ہنسی میں اُڑا دیا تم نے ایک کان سے اِن باتوں کو سنا اور دوسرے کان سے نکال دیا۔ میں نے تمہیں جگایا مگر تم نے اپنی آنکھیں بند رکھیں لیکن میرا خدا جو آسمان پر ہے اُس نے میری باتوں کو سنا اور اُس نے تمہاری آنکھیں کھولنے کے لئے احرار کو تم پر مسلّط کر دیا پھر اُس نے اُن کی آواز میں قبولیت پیدا کی۔لوگوں کو اُن کی طرف متوجہ کیا حتّٰی کہ ہندوستان کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک تمہاری مخالفت میں شور مچ گیا۔تب وہ آواز جو میری زبان سے تم ماننے کے لئے تیار نہ ہوئے احرار کے ذریعہ ماننے پر مجبور ہوئے۔مگر میں کہتا ہوں اب بھی تم جو کچھ سمجھتے ہو وہ بہت کم ہے۔اِس سے بہت زیادہ خطرہ ہے جتنا تم سمجھتے ہو، اِس سے بہت زیادہ ضرورت ہے بیداری کی جتنی تم سمجھتے ہو، اِس سے بہت زیادہ ضرورت ہے قربانیوں کی جتنی تم سمجھتے ہو، اور اِس سے زیادہ ضرورت ہے محبت، ایثار اور اخلاص کی جتنی تم سمجھتے ہو۔اور یاد رکھو جب خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی آواز اُٹھتی ہے تو اسے ردّ کرنا کوئی معمولی بات نہیں ہوتی۔خدا تعالیٰ نے تمہارے اندر نبی مبعوث کیا۔نبی بھی کوئی معمولی نبی نہیں بلکہ آنحضرت ﷺ کا بروز، آپ کا مظہر اور آپ کا خلیفہ۔بڑے آدمیوں کے خلیفے بھی بڑے ہوتے ہیں اور بڑے بادشاہوں کے نائب بھی بڑے ہوتے ہیں۔ہمارے بادشاہ ملک معظّم بہت بڑے ہیں چنانچہ دیکھو! کتنے راجے اور نواب ہیں جو سرکار کہلاتے ہیں مگر بادشاہ نہیں۔ان کے

نائب وائسرائے کے نام سے ان کا دم خشک ہونے لگتا ہے ، کتنے راجے ، اور مہاراجے ہیں کہ وائسرائے نہیں پولیٹیکل سیکرٹری کے نام سے ان کا دم خشک ہونے لگتا ہے ، کتنے راجے اور مہاراجے ہیں کہ پولیٹیکل سیکرٹری نہیں ریذیڈنٹ کا نام لینے سے اُن کا دم خشک ہونے لگتا ہے۔ پھر کتنے راجے اور مہاراجے ہیں کہ ریذیڈنٹ نہیں ریذیڈنٹ کے نیچے جو سیکرٹری ہوتا ہے اُسی کا نام لینے سے ان کا دم خشک ہونے لگتا ہے۔ وہ ان حکام کی دعوتیں کرتے ، خاطر و مدارات کرتے اور انہیں خوش رکھنے کے لئے کئی کئی طریق اختیار کرتے ہیں۔ یہ علامت ہے اس بات کی کہ انگلستان کا بادشاہ بہت بڑا ہے۔ پھر کیا تم سمجھتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جسے اللہ تعالیٰ نے اولین و آخرین کا سردار قرار دیا ، جسے افضل الرسل اور خاتم النبیین کہا اور جس کی غلامی میں بنی نوع انسان کی نجات کو محصور قرار دیا اُس کا نائب اور بروز ہونا کوئی معمولی بات ہے۔ جسے خدا تعالیٰ نے سیّد الکونین قرار دیا ، جسے خدا تعالیٰ نے سیّد ولدِ آدم کہا ، جسے خدا تعالیٰ نے اپنا محبوب کہا ، اور جسے خدا تعالیٰ نے نہ صرف محبوب بلکہ محبوب گر کہا جو شخص اُس کے نام پر آتا ، جو شخص اُس کے قدم پر آتا اور جو شخص اُس کی بروزیت کی چادر اوڑھ کر خدا سے نبی اور رسول کا لقب پاتا ہے کون ہے جو اس کے مقابل پر کھڑا ہو سکے۔ کون ہے جو اس کی بات کو ردّ کر کے امن اور سلامتی کی زندگی حاصل کر سکے۔ پس خدا تعالیٰ نے تم میں نبی بھیجا بہت بڑا نبی۔ ایسا نبی جسے محمد ﷺ کی کامل غلامی کا شرف حاصل تھا۔ اُس نے اپنی آواز بلند کی اور دنیا کو خدا تعالیٰ کے قرب کے لئے بلایا اور جب خدا تعالیٰ نے اُسے اُٹھا لیا جیسا کہ سب انبیاء اُٹھائے گئے تو اُس کے بعد اُس کے خلفاء آئے۔ وہ خلفاء بھی ویسا ہی گوشت پوست رکھتے ہیں جیسا کہ عام انسان اور درحقیقت کوئی نبی بھی ایسا نہیں گزرا جو گوشت پوست نہ رکھتا ہو پس وہ انسان ہیں تمہارے جیسے مگر بسا اوقات جب خدا تعالیٰ اُن کی زبان سے بول رہا ہوتا ہے تو وہ اُن کی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی بات کہلاتی ہے اور جو شخص اُن کی بات پر کان نہیں دھرتا وہ اسی طرح خدا تعالیٰ کے حضور جواب دِہ ہوتا ہے جس طرح دُنیوی بادشاہوں کے سامنے۔ ان کے نائبوں کی ہتک کرنے والے جواب دہ ہوتے ہیں اور وہ ویسے ہی قابلِ گرفت ہوتے ہیں جس طرح دُنیوی بادشاہوں کے سامنے اُن کے نائبوں کی ہتک کرنے والے قابلِ گرفت ہوتے ہیں۔ کس طرح ممکن ہے کہ دُنیوی بادشاہ اپنے نائبوں کی ہتک کرنے والے کو سزا دیں لیکن خدا تعالیٰ اپنے نائبوں کی بات پر کان نہ دھرنے والوں کو یونہی چھوڑ دے۔ پس اس

کی طرف سے ان کی زبانوں کو برکت دی جاتی ہے۔ اور بسا اوقات جب کوئی فقرہ ان کی زبان پر جاری کیا جاتا ہے تو گو وہ الہامی الفاظ نہیں ہوتے مگر آئندہ رونما ہونے والے واقعات کے متعلق خدا تعالیٰ ان میں پیشگوئی رکھ دیتا ہے جو اپنے وقت پر پوری ہوتی اور لوگوں کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیتی ہے۔

پس میں نے قبل از وقت آپ لوگوں کو ہوشیار کر دیا تھا چنانچہ ایک مجلس شوریٰ کے موقع پر میں نے تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ آج سے دس سال کے اندر اندر ہندوستان میں ایسا تغیر ہونے والا ہے جو سچ اور جھوٹ کا فرق کھول کر رکھ دے گا اور دنیا پر یہ روشن کر دے گا کہ کس جماعت کو ہندوستان میں زندہ رہنا چاہئے اور کس کو نہیں۔ اب تم دیکھتے ہو کہ تمہارے ساتھ ایک آخری جنگ شروع ہے۔ تمام دنیا تمہاری مخالف ہو رہی ہے اور ہر جھوٹ تمہارے خلاف بولا جاتا ہے اگر آج بھی تم اپنے اندر تغیر پیدا نہیں کرتے ایسا تغیر جو تمہاری صورتوں کو بدل دے، ایسا تغیر جو تمہارے حالات کو بدل دے، اور ایسا تغیر جو تمہارے قلوب میں اللہ تعالیٰ کی لازوال محبت پیدا کر دے تو تم کبھی بھی ان فضلوں اور انعامات کے وارث نہیں ہو سکتے جو صحابہ کو ملے۔ تم نے احمدیت میں داخل ہو کر آخر کیا لیا؟ کیا احمدیت کو قبول کرنے کی وجہ سے تمہیں زمینیں مل گئیں؟ یا احمدیت کو قبول کرنے کی وجہ سے تمہیں باغات مل گئے؟ یا احمدیت قبول کرنے کی وجہ سے تمہیں خطاب اور عہدے مل گئے؟ اگر سوائے اس کے کہ احمدیت میں داخل ہو کر تم نے لوگوں سے گالیاں لیں اور ماریں کھائیں اور کچھ نہیں لیا تو کیا یہی چیز تھی جس کے لینے کے لئے تم احمدیت میں داخل ہوئے تھے؟ اگر یہ عشق کی مار ہے تو اِس سے بڑھ کر اور کوئی قیمتی چیز نہیں۔ اور اگر یہ ذلت کی مار ہے، کمزوری کی مار ہے تو اِس سے بڑھ کر ذلیل بات اور کیا ہو سکتی ہے کہ انسان کی نہ اپنوں کی نگاہ میں عزت رہے نہ بیگانوں کی نگاہ میں۔ پس اِس حقیقت کو سمجھو اور اُن حالات کو سمجھنے کی کوشش کرو جن میں اِس وقت تم مبتلاء ہو اور چاہئے کہ تم میں سے ہر شخص عہد کرے کہ وہ دنیا کے لئے ایسا ہی اہم وجود بن کر رہے گا جیسے قطب ستارہ اہمیت رکھتا ہے۔ سورج کتنا بڑا ہے مگر وہ قطب کی طرف جھکا ہوا ہے زمین کتنی بڑی ہے مگر وہ قطب کی طرف جھکی ہوئی ہے، ستارے کتنے بڑے ہیں مگر وہ سب قطب کی طرف جھکے ہوئے ہیں گویا قطب کے سامنے ہر ایک ستارے اور سیارے کو مؤدب ہو کر کھڑا ہونا پڑتا ہے پس جب تک تم اللہ تعالیٰ کے لئے اپنے دل میں اتنا عشق اور اتنی محبت

پیدا نہیں کرتے کہ دنیا تمہارے سامنے اپنا سر جھکا کر چلے اور وہ مجبور ہو کر تمہاری طرف مائل ہو اُس وقت تک تم نے کچھ بھی حاصل نہیں کیا اور مت سمجھو کہ قطب بننا کوئی مشکل بات ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اِس وقت تم کامل نیکی کا ارادہ کرلو اور جب جمعہ کی نماز سے فارغ ہو تو تم قطب بن چکے ہو۔ ہوسکتا ہے تم رات کو سوتے وقت کامل ایثار و قربانی والا عشق اپنے اندر پیدا کرلو اور جب صبح ہو تو تمہیں قطب کا مقام حاصل ہو چکا ہو۔ اللہ تعالیٰ کی دین سے مایوس مت ہو کہ جب وہ دینے پر آتا ہے تو ایک ساعت میں کچھ کا کچھ کر دیتا ہے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ غارِ حرا میں مکہ کا ایک غریب عرب بیٹھا اپنے ملک کی حالتِ زار پر آنسو بہا رہا تھا اور اس کی ترقی کے وسائل پر غور کر رہا تھا تو ایک ہی سیکنڈ میں اسے اللہ تعالیٰ نے کیا سے کیا بنا دیا۔ جب وہ حرا میں داخل ہوا تو وہ صرف مکہ کا ایک غریب باشندہ تھا لیکن خدا تعالیٰ کے مقدس ہاتھ کے چھونے کے بعد جب وہ غارِ حرا سے باہر نکلا تو بادشاہوں کا بادشاہ اور نبیوں کا سردار تھا۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ قادیان کی گمنام بستی کا ایک گمنام مغل جس کی اپنی حالت یہ تھی کہ قادیان کے رہنے والے باشندے بھی اُس کی شکل تک سے ناواقف تھے وہ ایک دن اپنے حجرہ میں بیٹھا دنیا کی بے دینی پر غور کر رہا اور مسلمانوں کی گری ہوئی حالت کو دیکھ دیکھ کر رنج والم سے کباب ہو رہا تھا کہ خدا تعالیٰ نے اسے کیا سے کیا بنا دیا۔ جب وہ حجرہ میں گیا تو اُس وقت ایک تباہ شدہ مغل خاندان کا ایک غریب اور گمنام فرد تھا مگر خدا تعالیٰ کے بابرکت ہاتھ کے چھونے کے بعد جب اُس نے حجرہ سے باہر قدم نکالا تو وہ اقلیمِ روحانیت کا بادشاہ تھا۔ خود خدا تعالیٰ نے عرش سے اسے مخاطب ہو کر کہا کہ دیکھ! میں نے تجھے برکت دی اب بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔[۵] اور میں تیرے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔[۶] تم نے اپنی آنکھوں سے خدا تعالیٰ کے ان فضلوں کو دیکھا۔ تم نے اپنی آنکھوں سے پل بھر میں کچھ کا کچھ بنتے دیکھا۔ پھر تم کیوں خدا تعالیٰ کی رحمتوں سے مایوس ہو گئے اور کیوں تم قربانی کرنے سے ڈر گئے؟ تمہاری قربانیوں کی تو اتنی بھی حقیقت نہیں جتنی اُس بڑھیا کی تھی جو یوسف علیہ السلام کی خریداری کے لئے روئی کا گالا لیکر گئی تھی۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ وہ بڑھیا جب روئی کا گالا لیکر حضرت یوسفؑ کی خریداری کے لئے گئی تو لوگ اُس کی نادانی پر ہنسے۔ لیکن عشق نے ادب سے اُس کا دامن تھام لیا۔ عشق بھی اُس کے فعل پر ہنسا مگر اس لئے نہیں کہ اُس نے نادانی کا فعل کیا بلکہ اِس لئے کہ اُس نے کہا میں نے آج چھوٹے اور بڑے کا امتیاز مٹا کر رکھ

دیا ہے۔مگر اُس بڑھیا کی روئی کا گالا تو ناکام واپس آیا کیونکہ یوسفؑ ایک ہی کے ہاتھ بک سکتا تھا اور اس کے لئے سب سے اچھا گھر چُنا گیا مگر ہمارا خدا غیر محدود ہے۔ وہ اپنے ہر طالب کے گھر میں جا سکتا ہے پھر وہ رحمان اور رحیم ہے وہ بڑھیا روئی کا ایک گالا لیکر گئی تھی اور ناکام واپس آئی ۔مگر تم اخلاص کے ساتھ اگر روئی کا ایک پھاہا بھی لیکر جاؤ گے تو خدا تعالیٰ تمہاری اس قربانی کو قبول کرے گا۔اور وہ کہے گا چلو میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں ۔اب میں تمہارا ہو چکا۔خدا تعالیٰ کی قیمت کون لگا سکتا ہے؟ دنیا کی کوئی چیز اُس کی قیمت نہیں ہوسکتی ۔ کیونکہ وہ مالک ہے ہر چیز کا اور خالق ہے تمام مخلوق کا،لیکن ساتھ ہی اُس کا رحم اتنا وسیع اور اُس کا فضل اتنا عالمگیر ہے کہ جب تم معمولی سی قربانی کر کے بھی اُس کے حضور جاؤ تو وہ تمہارے ساتھ چلنے کو تیار ہو جاتا ہے ۔پس کیوں تم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہو گئے ؟ کیوں تمہارے دلوں میں افسردگی کی تاریکی آ گئی ؟ تمہاری کسی چیز کی خدا کو ضرورت نہیں ۔صرف تمہارے دل کی خدا کو ضرورت ہے ۔ ایک محبت رکھنے والے دل کی ۔ ایک عشق رکھنے والے دل کی ۔ایک درد رکھنے والے دل کی تب خدا تمہارا ہو جائے گا اور تب تم وہی کہو گے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کہا کہ ؎

آج ہم دلبر کے اور دلبر ہمارا ہو گیا

پس آج تمہارے لئے خدا تعالیٰ نے بڑی سے بڑی نعمت مہیا کر دی ہے اور وہ اس کا اپنا وجود ہے جو اس نے تمہارے سامنے رکھ دیا۔ وہ کہہ رہا ہے کہ آؤ اور مجھے لے لو۔اسے کسی چیز کی ضرورت نہیں صرف اخلاص اور محبت رکھنے والے دل کی ضرورت ہے، وہ پیدا کرو۔آج کیا یا کیوں یا کیسی یا کس طرح کا کوئی سوال نہیں ۔اب کوئی شخص یہ نہیں پوچھ سکتا کہ کیسی قربانی کی ضرورت ہے،کوئی شخص نہیں کہہ سکتا کہ کیوں قربانی کریں،کوئی شخص نہیں کہہ سکتا کہ اب ہم کیا کریں اور کس طرح کریں۔آج تم سے یہ مطالبہ ہے کہ تم کہو کہ تمہارا سب کچھ حاضر ہے،اُسے قبول کرلیا جائے ۔ جب تم سچے دل سے یہ بات کہنے پر تیار ہو جاؤ گے تو خدا تعالیٰ کے فضل تم پر نازل ہوں گے، بے انتہاء فضل نازل ہوں گے ۔ اتنے بڑے بڑے فضل نازل ہونگے کہ آئندہ زمانہ میں آنے والے لوگ تم پر رشک کریں گے ۔ نہ صرف عام لوگ تم پر رشک کریں گے بلکہ بڑے بڑے سردار رشک کریں گے ۔اور نہ صرف بڑے بڑے سردار رشک کریں گے بلکہ بڑے بڑے بادشاہ تم پر رشک کریں گے اور کہیں گے کاش!

اُن سے سب کچھ لے لیا جاتا اور اُنہیں تمہارے ساتھ بغیر دریوں کے فرش پر بیٹھ کر یہ باتیں سننے کا موقع میسّر آتا۔ پس ہوشیار ہو جاؤ اور اِس تحریک کے ہر شعبہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لو جو میں نے تمہارے سامنے پیش کی۔ اور یاد رکھو یہ پہلا قدم ہے جو تمہیں اُٹھانے کے لئے کہا گیا۔ اور اپنے دل سے یہ خیال نکال دو کہ تمہارے لئے دنیا میں کوئی آرام کا موقع ہے۔ عاشق کے لئے کوئی آرام نہیں ہوتا سوائے معشوق کے مل جانے کے۔

میں تمہیں عشقِ الٰہی ایک مثال کے ذریعہ سے سمجھاتا ہوں۔ رسول کریم ﷺ نے بدر کی جنگ میں ایک عورت کو دیکھا جو دیوانہ وار اِدھر اُدھر پھر رہی تھی اور لڑائی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اضطراب کے ساتھ کبھی ایک طرف جاتی کبھی دوسری طرف۔ رسول کریم ﷺ نے اُسے دیکھا اور آپ کا دل جو محبت کا لازوال خزانہ تھا کیفِ عشق سے لبریز ہو گیا۔ آپ نے صحابہ سے کہا تم نے دیکھا یہ عورت کس اضطراب سے اِدھر اُدھر پھر رہی ہے۔ اِس کا بچہ گم ہو گیا ہے اور یہ اُس کی تلاش کر رہی ہے۔ اُس وقت نہایت خون ریز لڑائی جاری تھی، بڑے بڑے جری اور بہادر سپاہی مسلمانوں کی تلواروں کی تاب نہ لاکر میدانِ جنگ سے بھاگ رہے تھے۔ اور مکہ کے وہ صنادید جنہیں اپنے زورِ بازو پر ناز تھا اور سمجھتے تھے کہ کوئی ان کا مقابلہ نہیں کرسکتا، اپنی سواریوں کو ایڑیاں مار مار کر بدر کے میدان سے بگا کر دور لے جانا چاہتے تھے، عین اُس حالت میں وہ ضعیف دل عورت تلواروں کے سایہ کے نیچے بھاگتی ہوئی اپنے گمشدہ بچہ کی جستجو کر رہی تھی۔ یہ نظارہ کوئی معمولی نظارہ نہ تھا۔ رسول کریم ﷺ نے اُسے دیکھا اور آپ اِس سے متأثر ہوئے اور آپ نے صحابہ کو بھی یہ نظارہ دکھایا آخر جستجو کرتے کرتے اُس عورت کو اُس کا بچہ مل گیا۔ اُس نے اسے اُٹھا لیا اور محبت اور پیار سے اپنے سینہ سے چمٹا لیا۔[ے] وہ بھول گئی اِس بات کو کہ یہ بدر کا مقام ہے جہاں خون ریز جنگ ہو رہی ہے، وہ بھول گئی اس بات کو کہ اس جنگ میں اس کے بھائی بند قتل ہو کر ڈھیر ہو رہے ہیں، وہ بھول گئی اس بات کو اس کے عزیز اور اس کے ہم وطن چاروں طرف زخمی ہو کر تڑپ رہے ہیں، وہ بھول گئی اِس بات کو کہ اُس کی قوم کے سردار سر تا پا خون سے لتھڑے ہوئے بھاگتے ہوئے لشکر کو سمیٹنے کی کوشش میں مشغول ہیں، وہ بھول گئی اِس بات کو کہ اُس کی قوم کی عزت خاک میں ملائی جا رہی ہے، وہ بھول گئی اِس بات کو کہ وہ اِس وقت مکہ میں امن سے نہیں بیٹھی ہوئی بلکہ بدر کے میدان میں چاروں طرف سے اپنی قوم کے دشمنوں سے گھری

ہوئی ہے۔ وہ اِن سب باتوں کو بھول گئی اور اسے صرف یہ بات یاد رہی کہ اسے اس کا بچہ مل گیا ہے مگر یہ اطمینان اسے کب حاصل ہؤا؟ جب اُسے اُس کا بچہ مل گیا اِس سے پہلے اُس نے کوئی آرام نہیں کیا ۔کسی بات سے تسلّی نہیں پائی، کسی خوف نے اسے نہیں ڈرایا۔

اب میں تم سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا ہماری محبت اللہ تعالیٰ سے اتنی بھی نہیں جتنی اس عورت کو اپنے بچہ سے تھی؟ کیا جس طرح وہ عورت تمام خطرات سے غافل ہو کر اپنے بچہ کی تلاش میں مشغول تھی اسی طرح ہم اپنے ازلی ابدی محبوب کی تلاش میں نہیں لگ سکتے ؟ اور کیا ذرا ذرا سا خطرہ اور چھوٹی چھوٹی قربانی ہمیں ڈرا دیتی ہے؟ یا بغیر اس کے کہ وہ پیارا ہمیں ملے ہم تسلی پا کر بیٹھ جاتے اور بغیر اس کے کہ اس کا دیدار ہمیں حاصل ہو ہم جدوجہد کو چھوڑ بیٹھتے ہیں؟ اگر ایسا ہے تو لعنت ہے ہمارے عشق پر اور لعنت ہے ہماری محبت پر۔

(الفضل ۲۹ رنومبر ۱۹۳۵ء)

---

۱ التوبة:۳۸تا۴۲ ۲ التوبة: ۱ تا ۶

۳ بخاری کتاب بدء الوحی۔ باب کَیْفَ کَانَ بَدْءُ الوحی اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہ

۴ **قمچیاں** : کوڑے۔تازیانے۔چابکیں۔چھڑی۔پتلی اور لچکدار ٹہنیاں

۵ تذکرہ صفحہ ۱۰۔ایڈیشن چہارم

۶ تذکرہ صفحہ ۳۱۲۔ایڈیشن چہارم

۷ بخاری کتاب الادب۔ باب رحمۃ الولد و تقبیلہ و معانقتہ